" ماتمِ شبیرؑ "

۱۔ قائمِ آلِ محمدؑ، صاحب العصروالزمان کے حضور پُرسہ

میں تمام مومنین اور مومنات کی طرف سے اپنی اور اُن سب کی بے چینیاں، شب بیداریاں اور بہتا ہوا خون اور ٹپکتے ہوئے آنسو پیش کرتا ہوں۔ اور امید کرتا ہوں کہ آپؑ سوگوارانِ حسین علیہ السلام کی مجالس اور جلوس عزا میں برکت اور اثر انگیزی کے لئے اللہ سے ملتجی ہوں گے۔ ہمارے چھوٹے چھوٹے بچوں نے بھی ماتم کے لئے زنجیریں سنبھال رکھی ہیں حضرت علی اصغرؑ اور اطفالِ حسینؑ کے نام پر قربان ہو جانے کی تمنا میں ماتم کر رہے ہیں۔

ہمارے جوان و نوجوان حضرت علی اکبرؑ اور جوانانِ بنی ہاشم کے غم میں اپنا خون بہا رہے ہیں۔ ہماری بیٹیاں، بہنیں اور مائیں حضرت زینبؑ اور ناموس حسینؑ کی یاد میں کھلے بالوں سر و سینہ پیٹ رہی ہیں۔ اے مولاؑ! ہماری کمزوریوں کو طاقت سے، ہماری غربت کو امارت سے اور ہماری جہالت کو علوم خداوندی سے بدل دیجئے۔

اے نگہدارِ جہاں! ہماری قلت کو اقصائے عالم پر محیط کر دیجئے۔ اے فرزندِ رسولؐ! ہمارے بیماروں کے لئے شفا طلب فرمایئے، بے اولادوں کے لئے اولاد اور گناہ گاروں کے لئے مغفرت حاصل کیجئے۔ ہماری خطاؤں، لغزشوں اور خامیوں کے بُرے نتائج سے حفاظت کا انتظام فرمایئے۔ مسلمانانِ عالم میں اتحاد اور ہم آہنگی اور اپنی اور اپنے آبا و اجدادؑ کی محبت میں فراوانی کی دُعا کیجئے۔ ہماری حقیر و قصیر عبادتوں کو قبول فرمایئے۔ دنیا و آخرت میں ہماری طرف متوجہ اور مہربان رہیئے۔ آمین بحق آبائک المعصومینؑ المظلومین۔ آمین والسلام علیکَ وعلیٰ آبائکَ وامھاتکَ ورحمۃ اللّٰہ وبرکاتہ۔

2۔ سوگوارانِ حسینؑ اور عزادارانِ ثانیٔ زہراؑ سے گذارش

آپ تنہا ہوں یا مجمع عام میں ہوں۔ ہر لحہ یہ یقین رکھیں کہ آپ کو محمد و آل محمد صلوٰۃ اللہ علیہم دیکھ رہے ہیں۔ آپ کسی صورت میں اُن حضرات کی نظروں سے اُوجھل نہیں ہوتے۔ (9/105) اس لئے آپ پر واجب ہے کہ کوئی ایسا کام نہ کریں کہ جو اُن حضرات کی امید و توقع کے خلاف ہو۔ ہم جانتے ہیں کہ آپ اپنے والدین اور بزرگوں کے رُوبرو کوئی شرمناک اور بدتمیزی کی حرکت نہیں کرتے۔ آپ کو گناہوں اور حیا سوز کاموں پر دلیر کرنے کے لئے قرآن کے احکامات و تصورات کو شیاطین نے بدل ڈالا۔ اگر آپ کا یہ یقین و ایمان ہوتا کہ اللہ ہی نہیں بلکہ اللہ کی بنائی ہوئی یہ نورانی آنکھیں یہ عینؑ اللہ بھی ہر حال میں آپ کو دیکھتی ہیں۔ یہ اُذنؑ اللہ آپ کی باتیں سنتے ہیں تو آپ ہرگز شرم انگیز باتیں نہ کرتے۔ ہرگز ناپسندیدہ اعمال پر جرأت نہ کرتے۔ انہوں نے یہ تو بتایا اور آپ کو معلوم اور یاد بھی ہے۔ کہ شیطان اور اس کا سارا قبیلہ آپ کو ہر جگہ اور ہر حال میں

دیکھتا ہے۔(اعراف 7/27) اور ہر جگہ بہکانے کے لئے موجود ہوتا ہے۔یعنی اپنے راہنما کی قوت اور قدرت تو آپ کو بتا کر دل نشین کرادی۔مگر آپ کے راہنماؤں کو مجبور اور لاچار کر کے پیش کیا۔حالانکہ کلام اللہ میں اور کلامِ معصومینؑ میں آپ کی کوئی بات آپ کا کوئی عمل ہادیانؑ دین و رحمۃؐ للعالمین سے پوشیدہ نہیں رہتا۔

دوسری گذارش

ہم اکثر اور بیشتر اپنی تصانیف میں جہاں آنحضرت اور آئمہ اہلبیت صلوٰۃ اللہ علیہ وعلیہم اجمعین کی قرآنی پوزیشن بیان کیا کرتے ہیں۔وہاں مذہب حقہ اثنا عشریہ کے علماء کی پوزیشن بھی واضح کیا کرتے ہیں۔چونکہ یہ ایام عزاء ہیں اس لئے یہاں پھر یاد دلاتے ہیں کہ وہ لوگ جو مرثیہ خوانی کے دوران یا ماتم اور نوحہ خوانی کے وقت مجلس میں نہیں ٹھہرتے وہ ہرگز مذہب شیعہ کے علماء نہیں ہو سکتے۔جو حضرات مجلس پڑھنے کے لئے سیدھے مجلس میں نہ آئیں۔بلکہ صاحب عزا کی نشست گاہ میں نزول اجلال فرمائیں۔چائے پان و سگریٹ اور حقہ سے دل بہلائیں اور جب مرثیہ اور سوز خوانی ختم ہو جائے تو زینت منبر بن کر دُم بُریدہ اور ناقص فضائل و مصائب سنائیں اور ایک آنسو بھی نہ بہائیں۔نوحہ و ماتم شروع ہونے سے پہلے ہی مجلس سے بھاگ جائیں۔وہ یقیناً کرائے کے ٹٹو تو ہو سکتے ہیں۔لیکن وہ ہرگز محبانِ محمدؐ و آل محمدؐ کے علماء نہیں ہوتے۔ہمارے علماء برابر کھڑے ہو کر ماتم کرنے والے ہوتے ہیں۔لہٰذا کبھی کبھی ،جب موقعہ ملے تو مجتہد نام کے علماء کو زنجیر دے کر دو چار ہاتھ ماتم کرنے کی درخواست بھی کر لیا کرو۔اور ہرگز اُن علماء کو منبر پر نہ جانے دیا کرو جو زنجیر کے ماتم کو ناجائز یا حرام کہتے ہوں۔ایسے لوگوں کو دشمنانِ اہلبیت میں شمار کرنا چاہئے۔لہٰذا یہاں ہم ایک شیعہ عالم رضی اللہ عنہ کا فتویٰ پیش کرتے ہیں۔جو سنداً تو درجہ اجتہاد پر فائز تھے۔اور عرفِ عام میں مجتہد بھی کہلاتے ہیں۔لیکن قلباً اور عملاً محبِ اہلبیتؑ اور علمائے شیعہ تھے۔

یہ فتویٰ اپنے زمانہ کے سب سے بزرگ شیعہ عالم نے ۱۳۴۵ھ میں آج سے قریباً پچاس (۵۰) سال پہلے دیا تھا۔ اور جناب شیخ مفید (رح) کی کتاب۔"الجواہر الاعتقادیہ"۔کے آخر میں بھی جناب الحاج السید عبد الحیٔ الطباطبائی نے نجف سے شائع کیا تھا۔لہٰذا ہم یہاں پر موصوف کی فارسی عبارت کے ساتھ ساتھ اردو میں ان کا مفہوم پیش کرتے ہیں۔

قصہ یہ تھا کہ چند حقیقی قسم کے مجتہدین نے بصرہ و عراق کے دوسرے شہروں میں عزاداری کو ختم کرنے کی مہم چلا رکھی تھی۔اور نت نئے فتاویٰ و اشتہار شائع کر کے شیعہ و سُنی مومنین کو ماتم وغیرہ سے روکتے اور بدعت نوازی کرتے رہتے تھے۔آخر مومنین نے تنگ آ کر جناب حجۃ الاسلام و مرجع عوام حضرت محمد حسین الغروی النائینی رضی اللہ عنہ کے حضور میں خطوط بھیجے اور فیصلہ طلب کیا۔سرکار شریعتمدار کا جواب اور فیصلہ سنئے اور آئندہ دشمنانِ دین اور داخلی منافقین کا منہ بند کر دیجئے۔ارشاد ہے:۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بسوئے بصره و شهر ستانهائے اطراف

سپس از سلام بر بزرگوارانِ که اَقامت در بصره و نواحي آن دارد ـ مخابرت تلگرامي و دستخطهائي که راجع بسئوال از مواکب عزاء حسيني است از کرادۂ شرقي زيارت شد ـ وماهم بحمدالله کسب بهبودی کرده نجف اشرف معاودت نموديم ـ حال پاسخ پر سشهائي مزبور خواهيم داد درضمن چند مطلب ـ

بصرہ اور اردگرد کے شہروں کے باشندوں کے نام ـ

جو بزرگوار بصرہ اور گردونواح کے شہروں میں آبادیا قیام پذیر ہیں ـ اُن پر سلام کے بعد واضح ہو کہ ٹیلیگراموں اور محکمہ ڈاک سے، نیز دستی خطوط میں جو سوالات عزاداری حسین علیہ السلام پر بھیجے گئے تھے ـ میں نے اُن خطوط کی زیارت کی ـ خدا کا شکر ہے کہ میں بھی نجف اشرف کی زیارت سے مستفید ہو کر لوٹا ہوں ـ اور اب مذکورہ سوالات کا جواب چندا لگ الگ صورتوں میں دیتا ہوں ـ

مطلب اول

بيرون آمد ـ "مواکب" ـ (يعني دسته سيني زني) در ده(١٠) محرم الحرام ومانند آن از وفيات درطرق وشوارع وکوچه هاشبهه و اشکال درجائز بودن آن و رجحان آن نيست و اينکه بهترين مظاهر اقامه تعزيه حسينؑ مظلوم(ع) و نيکو ترين وسيله است برائي تبليغ دعوت حسيني بنواحي دُور و نزديک ولي لازم و متحتم است که چنين شعارِ بزرگ که نحوی از عبادت محسوب است منزّه شود از اموريکه لائقِ بساحتِ آن نيست ـ مانند غنا و استعمالِ آلات لهو موسيقي و امثال آن و هميچنين مزاحمت همديگر در تقدم و تاخر بين اهل دو محلّه و نظير آن از سائر اُمور نالائق برخي از محرمات مزبوره يا غير آن در اثناءِ سوگواری و تعزيه اتفاق افتد فقط همان حرام است و حُرمتش سرايت بعزاءِ حسينیؑ نميکند مثل چنانچه کسيکه درحال نماز بزن بيگانه نظر عمدی کند حرام مرتکب شود ولي نمازش صحيح است ـ

پہلا مطلب

دس محرم کو یا معصومین علیہم السلام کی وفات کے مواقع پر کوچہ و بازاروں میں و چوراہوں اور سڑکوں پر سینہ زنی کے جلوس نکالنے کے جواز میں کوئی شبہ یا گنجلک نہیں ہے ـ لہٰذا سینہ زنی کے جُلوس اور متعلقہ رجحان امام حسین علیہ السلام کی عزاداری کے قیام اور دعوتِ پیغامِ حسینیؑ کی دُور و نزدیک تبلیغ کے بہترین وسائل میں سے ہے ـ

مگر یہ ایک طے شدہ اورلازم امر ہے ـ کہ سینہ زنی کے جلوسوں میں رَگٹ گِڑی دار راگ ورنگ اور مقاصدِ عزاء کوفوت کر دینے والے میوزک کے آلات کا ہونا زیبا نہیں ہے ـ اس لئے کہ سینہ زنی بزرگ ترین عبادت کے طریقوں میں سے ایک بزرگ شعار ہے ـ لہٰذا اُسے نہایت احترام کے ساتھ بجالانا لازم ہے ـ اسی طرح سینہ زنی

کے جلوسوں کی ابتدا یا بعد میں مختلف قسم کی مزاحمت جیسے دو محلّہ کے لوگوں سے یا کسی اور گروہ سے ناپسندیدہ سلوک کا ظہور میں آنا بھی احترام کے خلاف ہوتا ہے۔ اگر عزاداری اور سوگواری کے دوران مندرجہ بالا یا دوسری قسم کی بعض حرام چیزوں سے سابقہ پڑے تو صرف وہ چیزیں ہی حرام ہیں۔ لیکن اُن کے حرام ہونے سے عزاداری حسین علیہ السلام کے عبادت ہونے پر کوئی اثر نہیں پڑتا ہے۔ اس کی مثال ایسی ہے کہ جیسے کوئی شخص نماز کے دوران کسی غیر عورت پر عمداً نگاہ ڈال لے۔ تو یہ نظر ڈالنا تو فعلِ حرام ہے۔ مگر اُس کی نماز صحیح ہے۔

نوٹ:۔ درحقیقت علامہ رضی اللہ عنہ نے اس بیان میں ایک اہم حقیقت کو واضح کیا ہے۔ یعنی اگر آپ کسی ایسے جلوس عزاداری یا ماتم حسین علیہ السلام میں شریک ہوں جس میں مذکورہ بالا قسم کی چند نازیبا یا حرام چیزیں بھی پائی جائیں تو آپ اپنی تعزیتی اور تبلیغی عبادت میں کوئی نقص محسوس نہ کریں۔ اس لئے کہ آپ کی نیت تو عبادت کی ہے۔ حرام چیزوں کا وجود اور آپ کا اُن کو دیکھنا یا سننا بھی حرام نہیں ہے۔ آپ سینہ زنی، مرثیہ، تقریر اور زیارتِ علَم و تعزیہ و ذوالجناح جاری رکھیں۔

اس طرح یہ بھی واضح ہو جاتا ہے کہ ہمیں اہل سنت کے جلوس عزاء میں بھی شریک ہونا چاہئے۔ اور ان کے تکلفی اور دوسری چیزوں کی پرواہ نہ کرتے ہوئے اس عبادت و تبلیغ میں مددگار رہنا اور اصلاح کا موقعہ نکالنا چاہئے۔ اور رفتہ رفتہ اصلاحات کرنا اور عزاداری کو زیادہ سے زیادہ اثر انگیز و نتیجہ خیز بناتے چلے جانا چاہئے۔ تاکہ کثرت الناس تک حسینی پیغام اور حقیقی اسلام پہنچایا جا سکے۔ یہاں یہ بات بھی اصولی طور پر ملحوظ رکھنا ضروری ہے۔ کہ انبیاء اور آئمہ علیھم السلام اور علماء رضی اللہ عنھم کسی مسئلہ کو بیان کرتے ہوئے ہمیشہ دو قسم کے لوگوں کا خیال رکھتے تھے۔

اول وہ لوگ جو اعتراض کرنے اور مومنین میں تفرقہ ڈالنے کی فکر میں رہا کرتے ہیں۔

دوسرے وہ لوگ جو جذباتی اور جوشیلے ہونے کی وجہ سے اعمال و اقوال میں اپنی رائے اور ماحول سے متاثر ہو کر تجاوز کر جایا کرتے ہیں۔ اور مصالح کو نظر انداز کر دیا کرتے ہیں۔

اب علامہ حضور کا دوسرا بیان ملاحظہ فرمائیں:۔ (ارشاد ہے کہ)

مطلب دوم

سینہ زدن و لطمہ زدن بر روی بحدیکہ بمرتبہ سُرخی عضو یا سیاہی رسدا شکالی ندارد۔ بلکہ زنجیر زدن بر شانہ و پشت کہ بمرتبہ ءمزبورہ رسد جائز است۔ بلکہ اعمالِ مذکور سینہ زدن و لطمہ بر رُوی زدن موجب شود

<u>دوسرا مطلب</u>

سینہ اور چہرہ پر ضربیں لگانا اور طمانچے مارنا یہاں تک کہ چہرہ اور سینہ سُرخ یا سیاہ ہو جائے کوئی گنجلک یا غلط عمل نہیں ہے۔ یہی نہیں بلکہ کاندھوں اور کمر پر زنجیر سے اس قدر ضربیں لگا کر ماتم کرنا کہ مندرجہ بالا صورت پیدا ہو جائے یعنی کمر اور پُشت بھی چوٹوں

سے سرخ یا سیاہ ہو جائے تو جائز ہے۔اس کے بعد اِس میں بھی کوئی عیب اور گڑبڑ نہیں ہے کہ سینہ اور چہرہ یا کمر اور کاندھوں پر اس قدر ماتم کیاجائے کہ زنجیر وغیرہ مارنے سے مذکورہ مقامات سے تھوڑا بہت خون جاری ہوجائے ۔ رہ گیا خنجر چھری اورتلوار کا وہ ماتم جو برابر جاری رہتا چلا آیا ہے ۔ وہ بھی جائز ہے۔بشرطیکہ صرف خون جاری رہے اور ہڈی مجروح نہ ہو۔اور جان کا نقصان نہ ہو جائے۔ اورخون بھی جوفطرت اور قوت سے زیادہ نکل جائے اورنقصان جان کاباعث نہ ہو جائے۔اوراسی طرح کی دوسری خطرناک صورتوں کوبھی ملحوظ رکھا جائے۔چنانچہ جولوگ ماتم کے ماہر اورلوازماتِ قمہ وشمشیر کے ماتم پر مطلع ہیں اوراس سلسلہ میں آزمائش اورامتحان کرتے رہے ہیں۔اُن پر یہ بات ظاہر ہے کہ زنجیر اورقمہ وتلوار کاماتم کس حد پر مقصد کو نقصان پہنچا سکتا ہے۔ اگرہم اُس صورت حال کو سامنے لائیں جب خنجر و تلوار سے ماتم کرنے والا شخص خودمطمئن ہے اورجوش ایمانی سے اپنے آپ کو خطرہ سے محفوظ سمجھ کر دھڑ ادھڑ خنجر اورتلوار سے ماتم کررہا ہے۔لیکن اچانک ذرا سے انحراف اوراتفاق سے خطرہ سے دوچار ہوجاتا ہے۔(یعنی موت واقع ہوجاتی ہے یا شدید زخم آجاتے ہیں)تو اس صورت میں بھی خنجر وتلوار کا ماتم حرام نہیں ہو جاتا۔جیسا کہ کوئی مومن وضوکرے یاغسل کرے یاروزہ رکھے اوربعد میں اِن اعمال کے نتیجہ میں خطرہ یا نقصان پیش آجائے تو وضووغسل وروزہ حرام نہیں ہوجاتا۔بلکہ صحیح رہتا ہے۔اوربہتر اورمحتاط طریقہ یہ ضرور ہے کہ جولوگ خنجر اورتلوار کے ماتم کے طریقہ اوررموز کے ماہر وعارف نہ ہوں وہ بلامعرفت حاصل کئے ناتجربہ کارانہ اقدام نہ کیا کریں۔میرے سامنے نوجوانوں کاوہ طبقہ خاص طور پر ہے۔جوامام حسین

که خون کمی ازجارحه متصدمه بیرون آید عیبی و اشکالی ندارد۔اماقمه یا شمشیرزدن کما هو المرسوم پس آن هم جائز است۔مشروط آنکه ایمن از ضرر آن باشد و فقط خون جاری شود بدون آنکه باستخوان صدمه رسد و بحسب عادت خون فوق العاده که موجب ضرر است خارج نه گردد و همچنین جهات جهاتِ دیگر از ضرر چنانچه آنان که امتحان درین امور کرده اندو اهل آن میباشند سر رشته از تبعات و چگونگی آن دارند بر ایشان ظاهر است۔

و اگر فرض نمائیم قمه زننده درحالِ زدن مامون و مطمئن بود که ضرر نخواهد رسید بحسب تجربه عادیه ولیکن ازباب صدفه و اتفاق متعقب بضرر شد موجب حرمت قمه زدن نخواهد بود۔مانند کسی که وضو بگیرد یا غسل کند یا روزه بگیر د بعد از انجام عمل و اتمام آن ظاهر شود که عمل موجب ضرر بُوده صحیح است ۔لازم باعاده نیست لیکن اولی و اَحْوَط آنکه کسانی که سر رشتهء قمه زدن ندارند و عارف بطریق نیستند اقدام ننمایند و بالاخص طائفه از جوانانِ نا آزموده که مبالات و احتیاط نمی کنند درچیز های که برنفس خودشان وارد می کنند بواسطهٔ عظمت و بزرگیٔ مصیبت وپیری قلوبشان از محبت مظلوم حسینؑ۔ خداوند متعال آنان رابراعتقاد حق پائیدار بدارد دردنیا و آخرت۔

علیہ السلام سے اور اُنؑ کے خانوادہ سے قلبی محبت اور عظمت رکھتا ہے اور جن کے دل مصائبِ حسینؑ سُن کر بے تابو ہو جاتے ہیں اور اس وارفتگی اور جوشِ قربانی کے عالم میں وہ احتیاط اور خوف جان سے بے پرواہ ہو جاتے ہیں اور اپنی اپنی زندگیاں خطرات میں جھونک دیتے ہیں۔ میں خداوند عالم سے اُن جوانانِ قوم کے لئے دعا گو ہوں کہ اللہ اُن سب کو دین و دنیا میں اس فداکارانہ اعتقاد میں مضبوطی اور پائیداری عطا کرے۔ (آمین)

یہاں بھی قارئین کرام ہماری چند باتیں سُن لیں۔ پہلی بات جو اس بیان میں اُبھر کر سامنے آتی ہے۔ وہ یہ ہے کہ حضرت علامہ رضوان اللہ علیہ تمام مراسم عزاداری کو جائز و مفید و ضروری سمجھتے ہیں۔ اور کوئی ایسی بات منہ سے نکالنا نہیں چاہتے جس سے عزائے حسین علیہ السلام میں کسی کمی یا کوتاہی کرنے کی گنجائش نکالی جا سکے۔ دوسری بات جو از اول تا آخر نمایاں رہی ہے وہ یہ ہے کہ آپ قوم کو اُسی طرح مخاطب کر رہے ہیں۔ جس طرح ایک باپ اپنے نادان اور جوشیلے بچوں کو ماتم کے سلسلے میں نصیحت کرتا ہے۔ وہ یہ بھی نہیں چاہتا کہ بچے بڑے ہوتے ہوتے ماتم اور عزاداری کی رسوم کو حقیر اور پس ماندہ اقوام (Back-Ward) کی طرح رسومات سمجھ کر چھوڑ بیٹھیں اور خود کو روشن خیال سمجھنے لگیں۔ ساتھ ہی وہ باپ یہ بھی نہیں چاہتا کہ بچہ اپنی نادانی اور ناتجربہ کاری اور جوش میں غلطی سے اپنی شہ رگ میں چھری مار لے۔ وہ یہ بھی چاہتا ہے۔ کہ غم حسینؑ میں ایسے فداکار جوان تیار رہیں جو اپنا گوشت اور خون مسکرا مسکرا کر پیش کر سکیں اور وقت آنے پر دشمنانِ محمدؐ و آل محمدؐ پر جان توڑ حملہ کر کے اپنی جان حسینیؑ مشن پر قربان کر سکیں۔ اور ساتھ ہی وہ باپ اپنے بچوں کو اُس آخری مقصد سے پہلے ہی ہلاک ہو جانے پر رضامند نہیں ہوتا۔ تیسری بات اسی دوسری بات میں مددگار ہے۔ چنانچہ علامہ حضورؒ نے جہاں جہاں لفظ ضرر استعمال کیا ہے۔ وہاں ہر جگہ وہ یہی چاہتے ہیں کہ ایسا نقصان نہ ہونے پائے کہ جو اس فداکار گروہ کو اور اُس مقصد قربانی کو کمزور کر دے۔ وہ قبل از وقت اور بلا ضرورت جان دے دینا پسند نہیں کرتے۔ یہاں یہ بتا دینا ضروری ہے کہ ہم نے ہر اُس مجتہد کی بھی مدح و ثنا کی ہے جس نے قیاس و رائے کے فیصلوں کے باوجود مراسم عزاداری کو قائم کرنے اور ترقی دینے میں مدد کی ہے۔ اور ہم نے کبھی کسی ایسے اخباری یا محدث عالم کو بلا مذمت نہیں چھوڑا جس نے مراسِم عزاداری کو مجروح کیا ہو۔ ہم ان تمام علماء کے دشمن ہیں جو لیبل تو شیعہ مذہب کا لگائیں اور شیعوں کو اپنی روزی کمانے کا ذریعہ بنائیں اور عزاداریِ امام حسین علیہ السلام کو کمزور کرنے کی کوشش کریں۔ ہم ذاکرین کو مجالس کے سلسلے میں روپیہ اور مدد دینا جائز قرار دے سکتے ہیں۔ لیکن علماء کو روپیہ دینا حرام سمجھتے ہیں۔

(تفصیلات کے لئے دیکھو اسلام اور علمائے اسلام وغیرہ)

اب سرکار علامہ کا آخری بیان سنئے فرماتے ہیں کہ:۔

مطلب سیم

عَلَی الظّاہر اشکال نداشتہ باشد در حِلّیت و جواز تشبیہ و تمثیل (شبیہ در آوردن) چنانچہ عادت شیعہ در چندیں قرن بر آن جاریست کہ وسیلۂ گریستن و گریہ آوردنِ مومنین است ۔اگرچہ تعزیۂ مزبورہ موجب شود کہ مرد لباس زن بپوشد علی الاقوی (جائز است) اگرچہ این جانب پیش از این فتویٰءِ جواز را مشروط نمودہ بُودم کہ مردان بلباسِ زنان درنیایند لیکن سپس از مراجعۃ بمدارک و نظر جدید بوضوح رسید آنکہ تشبّہ مردان بزنان حرام است درصورتیکہ رأساً و بالمرّہ اززی و پوشاک مردان خارج شوند ولباسِ زن را اخذ کردہ باشند امادرصورتیکہ رختہائی زنانہ درمدتِ قلیلی بپوشند بدون آنکہ آنرا لباس عادی و معمولی خود قرار بدہند چنانچہ حال براین منوال است درتعزیۂ ہائی مرسومی پس آن جائز است و حرام نیست ۔ ودرحاشیۂ کتاب عروۃ الوثقی این استدراک را مرقوم نمودیم ولی باید تعزیہ ہامنزہ شوند از محرمات شرعیہ وقبلاً اظہار داشیتم بر فرض ارتکاب محرم درضمن مواکب حرمتِ آن سرایت باقامہ عزای سید الشہداء ارواح العالمین لہ الفدا نمیکند۔

تیسرا مطلب

کربلا کے حادثات اور مصائب کو زیادہ اثر انگیز بنانے کے لئے وہاں کے مختلف واقعات اور نظاروں کی شبیہیں اور تصاویر اور بہروپ دھارنا کوئی کُھلا ہوا ممانعت کا حکم نہیں رکھتا۔ چنانچہ اس زمانہ میں ملتِ شیعہ کی عادت اور معمول میں یہ سب چیزیں داخل ہیں ۔اور غم وغصہ اور رونے رُلانے کا وسیلہ ہیں۔ چنانچہ اس سلسلے میں مندرجہ بالا عزاداری اور سوگواری کے لئے اگر یہ ضروری ہوجائے کہ مرد عورتوں کا لباس پہن کر کوئی صورت حال پیش کرنا چاہیں تو یہ عمل درآمد بھی شرعی قوت کے ساتھ جائز ہے۔ حالانکہ میں نے اس سے پہلے اس فتویٰ کو مشروط طور پر دیا تھا۔ یعنی مردوں کو عورتوں کے لباس میں ایکٹنگ کرنے سے منع کردیا تھا۔ لیکن اُس کے بعد شرعی احکام کی بنیادوں پر جدّتِ نظر ڈالنے سے یہ بات واضح ہوگئی کہ مردوں کا عورتوں کی شباہت اختیار کرنا اور زنانہ لباس پہننا صرف اُس صورت میں حرام ہے۔ جب کہ غیر شرعی ضرورت کے لئے مستقلاً زنانہ روپ دھارلیں ۔ اور مردانہ لباس کو قطعاً ترک کردیں۔ چنانچہ اس صورت میں کہ وہ عارضی طور پر زنانہ لباس پہنیں اور اُس کو اپنی عادت اور معمول نہ بنائیں تو مذکورہ بالا مراسم عزاداری میں جائز ہے اور حرام نہیں ہے۔ اور یہ مسئلہ میں نے کتاب عروۃ الوثقیٰ کے حاشیہ پر اخذ کرکے لکھ دیا ہے ۔مگر یہ واضح رہے کہ جس طرح مندرجہ بالا بیانات میں لکھا گیا ہے۔ کہ عزاداری کے مراسم کو محرمات مذکورہ سے منزہ رکھے جانا ضروری ہے ۔بالفرض اگر مراسم عزاداری

میں کوئی حرام صورت وجود میں آجائے تو اس کی حرمت عزائے امام حسینؑ پر اثر انداز نہیں ہوتی۔ ہمارا اسلام اور ہم سب کی اور تمام عالَم کی رُوحیں اُن حضرتؑ پر قربان جائیں۔

بعض قارئین یہ نہ جانتے ہوں گے کہ ملک ایران وعراق میں واقعہ کربلا کو بڑے دردانگیز اور دل نشین انداز میں پیش کیا جاتا تھا۔ اور کوشش کی جاتی تھی کہ ہر وہ نظارہ آنکھوں کے سامنے رکھ دیا جائے، جو شرفاء کے قلوب کو تڑپا کر رکھ دے اور ظالم سے نفرت اور انتقام کی لگن پیدا کردے اور مظلوم کی طرفداری کا عہد کرالے۔ چنانچہ ناموسِ حسینیؑ کا رسن بستہ قافلہ وغیرہ بھی دکھایا جاتا تھا۔ اُس میں ضروری تھا کہ مرد عورتوں کے لباس پہنیں تاکہ وہ بےکسی نظروں کے سامنے پھر جائے جو جناب سکینہؑ اور دوسری مخدراتِ عصمتؑ پر گذری تھی۔ سرکار علامہ کا یہ بیان ان ہی مراسم کا جواز پیش کرتا ہے۔ اور تمام موجود وآئندہ آنے والی اثر انگیز صورتوں کو جائز کرتا ہے۔ مگر رفتہ رفتہ بعد کے دشمنانِ دین نے ہندوستان اور دوسرے ممالک میں بھی عزاداری کو ختم کرنے کا پورا پورا اہتمام کیا۔ بدعت وشرک کے نعرے مار مار کر آج عزاداریِ امامؑ مظلوم نہ ہونے کے برابر رہ گئی ہے۔ ایک زمانہ تھا کہ تمام ممالک میں عزاداری نے اسلام کی تبلیغ سے کروڑوں مومن بنائے تھے۔ ہندو راجے مہاراجے ٹاٹ کے اور کالے رنگ کے کپڑے پہنتے اور لاکھوں روپے عزاداری پر صرف کرتے تھے۔ لیکن دشمنان اسلام نے اسلام کے سب سے بڑے تبلیغی مشن کو تباہ کردیا (دیکھو کتاب مذہب شیعہ اور مرکز انسانیت)

اب آپ جناب علامہ کا آخری فتویٰ ملاحظہ فرمائیں۔ ارشاد ہے کہ:۔

مطلب چہارم

<u>آخری فتویٰ</u>

دهل وطبل كه مرسوم درمواكب است تا اكنون پى مقصود از استعمال آن نبرده ايم اگر مرادو هدفِ آن اقامه عزاء است و اعلان باجتماع مقيمين عزاء است و تنبيه برسوارى است كه محتاج اليه بعض مواكب است و همچنين دربرخى از هيجانهاى دسته جات عربى معمولى است كه تعبير بهوسه مى نمايند و نظير آن پس ظاهر جوازاست كما اينكه معروف است درنزد مادر نجف اشرف والله العالم . ۵ ربيع الاول ۱۳۴۵ھ حرره الاحقر ـ محمدّ حسين الغروى النائينى“

ڈھول اور نقاروں کا بجایا جانا جو سینہ زنی اور مراسمِ عزاداری میں جاری ہے۔ اب تک اُن کے استعمال کے مقاصد پر میں نے معلومات حاصل نہیں کی ہیں۔ اگر ان کے بجانے سے عزائے حسینیؑ کا قیام اور اعلان ہے۔ تاکہ لوگوں کو علم واطلاع فراہم ہوتی رہے۔ یا جلوس اُٹھنے پر متعلق تنبیہ ہے۔ جیسا کہ بعض ماتمی دستوں کو اس کی ضرورت پڑتی ہے۔ یا اُس سے ماتم کرنے والے دستوں میں ہیجان پیدا کرنا مطلوب ہے۔ جیسا عربی دستوں کے لئے معمول ہے۔ اور اسی قسم کے اور مقاصد ہوں تو اُن کا جائز ہونا ظاہر ہے۔ جیسا کہ ہمارے یہاں نجف اشرف میں مشہور ومعروف ہے۔ اور اللہ سب سے زیادہ علم رکھتا ہے“۔ ۵ ربیع الاول ۱۳۴۵ھ لکھا ہوا ہے۔ احقر محمد حسین الغروی النائینی کا“۔

کتاب الجواہر الاعتقادیہ کے ساتھ شائع شدہ کتاب الحسینؑ و الاسلام (مصنفه حجة الاسلام السيد عبد الحی الطباطبائی النجفی الیزدی طبع المطبعة العلمیه فی النجف) صفحہ 13 تا 17۔

یہاں تک علامہؒ سرکار کا مکمل و مفصل فتویٰ اور فیصلہ دیکھ لینے والے قارئین سے یہ التماس ہے کہ وہ یہاں رُک کر سورہ فاتحه کا ثواب حضرت حجۃ علیہ السلام کے توسط سے جناب محمد حسین اعلی اللہ مقامه کو پہنچائیں۔ اور اُن کے وسیلے سے اپنے لئے بھی دعا فرمائیں۔

اب ہم یہ دکھانا چاہتے ہیں کہ سرکار علامہ رضی اللہ عنہ کس بلند پایہ کے عالم تھے۔ چنانچہ اس غرض کو حاصل کرنے کے لئے ہم مذکورہ بالا فتویٰ کی مزید تصدیق بھی دکھانا چاہتے ہیں۔ اور ساتھ ہی شیخ مفید اعلی اللہ مقامہ کی کتاب الجواہر الاعتقادیہ کے مترجم جناب السید عبد الحیٔ الطباطبائی کی محنت اور عقیدت کی داد دینا بھی ضروری سمجھتے ہیں۔ جنہوں نے کتاب مذکور کے ساتھ عزائے حسینؑ کے جواب پر فتاویٰ شائع فرمائے ہیں۔ چنانچہ مندرجہ بالا فتویٰ کے بعد انہوں نے اُس فتویٰ کی تصدیق میں گیارہ علماء کے فتاویٰ شائع کئے ہیں چنانچہ ملاحظہ ہوں۔

مفتی کا نام	علامہ محمد حسین کے فتویٰ کی تصدیق پر فتویٰ
(1) حجة الاسلام حاج سید ابو القاسم الخوئی۔ "آنچه استاد مکرم نائینی قدس سرّه درجواب مسائل اهل بصره مرقوم فرموده اند صحیح است و باس نیست بعمل برطبقِ آن وازخداوند تعالی مسئلت مینائیم آنکه کلیّه برادران دینی راتوفیق تعظیم شعائر دین مبین بدهد واز محرمات شرعیه دورکند۔ الاحقر ابوالقاسم الموسوی الخوئی"	جو کچھ استاد مکرم نائینی نے اہل بصرہ کے سوالات کے جواب میں لکھا ہے وہ صحیح ہے اور اُس پر عمل کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اور میں اللہ سے سوال کرتا ہوں کہ وہ برادرانِ ایمانی کو شعائر دین کی تعظیم کرنے اور حرام چیزوں سے دُور رہنے کی توفیق عطا کرے۔ بقلم احقر ابو القاسم خوئی۔ (کتاب الجواہر الاعتقادیہ اور الحسین و الاسلام صفحہ ۱۷)
(2) حجة الاسلام السید عبدا لهادی شیرازی "آنچه نائینی درین ورقه ذکر نموده اند صحیح است انشاء اللّٰه"	(2) حجة الاسلام السید عبد الهادی جو کچھ نائینی نے ان اوراق میں لکھا ہے وہ صحیح ہے۔
(3) حجة الاسلام الشیخ محمد رضا آل یٰسین "سُخن استواری است مرقومه قدس سره در پیرامون مسئله که درفتوی بسط قول رامرعی داشته و مبالغه درتحقیق نموده"	(3) حجة الاسلام الشیخ محمد رضا آل یٰسین مسئلہ کی ذیل میں جو تفصیلات لکھی گئیں اور تحقیق جو مبالغہ کی حد تک کی گئی یہ سب بہت پختہ کلام ہے جو مسئلہ کی رعایت سے لکھا گیا ہے۔

(4)حجة الاسلام آقای شیخ محمد حسن مظفر	(4)حجة الاسلام آقائے شیخ محمد حسن مظفر
"فرمودہ آیۃ اللّٰہ نائینی صحیح است و ہیچ اشکالی در اُو نیست واللّٰہ الموفق"	جناب آیۃ اللہ نائینی کا فرمان صحیح ہے اور اُس میں کوئی گنجلک نہیں ہے۔
(5)حجة اللّٰہ سید حسین حمامی موسوی	(5)حجة اللہ سید حسین حمامی موسوی
"فتوی شیخ قدس سرہ صحیح است شرعاً انشاء اللّٰہ تعالی"	شیخ صاحب کا فتویٰ شرعاً صحیح ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔
(6)حجة الاسلام محمد حسین الکاشف الغطا	(6)حجة الاسلام محمد حسین الکاشف الغطا
"آنچہ افادہ فرمودہ اعلی اللّٰہ مقامہ...... صحیح است انشاء اللّٰہ"	فتویٰ کے متعلق جو فائدہ پہنچایا ہے وہ صحیح ہے انشاء اللہ۔
(7)حجة الاسلام شیخ محمد کاظم شیرازی	(7)حجة الاسلام شیخ محمد کاظم شیرازی
"فتوی مرحوم اعلی اللّٰہ مقامہ صحیح است"	مرحوم اعلی اللہ مقامہ کا فتویٰ صحیح ہے۔
(8)حجة الاسلام آقا سید جمال گلپائیگانی	(8)حجة الاسلام آقا سید جمال گلپایگانی
"آنچہ تحریر فرمودہ استاد اعلی اللّٰہ مقامہ دریں ورقہ صحیح و مطابق بافتوی ایں جانب است"	استاد اعلی اللہ مقامہ نے جو ان اوراق میں لکھا ہے وہ صحیح ہے اور میرے فتویٰ کے مطابق ہے۔
(9)حجة الاسلام السید علی مدد القائینی	(9)حجة الاسلام السید علی مدد القائینی
"مرقومہ استاد اعظم تاب ثراہ حق است کہ شک نمی ورزد در آن مگر مرتاب و شکاک" کتاب مذکور صفحہ ۱۷ تا ۲۳	استاد اعظم کا تحریر کردہ فتویٰ ایسا حق ہے کہ اس میں کوئی شک نہیں کر سکتا سوائے شش و پنج میں الجھے ہوئے اور ہر بات میں شک پیدا کرنے والوں کے"۔

یہ نو (۹) عدد فتاویٰ ایسے زبردست علماء کے ہیں کہ اُن کے بعد اب تک ایران و عراق میں کوئی عالم اُن کے برابر کے علم کا حامل نہیں گذرا ہے۔ اُن حضرات کی کثرت کا جناب محمد حسین النائینی رضی اللہ عنہ کو اپنا استاد لکھنا بتاتا ہے کہ اُن کا مقام کتنا بلند تھا۔ ان حضرات کے بعد اب ہم دو ایسے علماء کے فتاویٰ بھی لکھتے ہیں۔ جنہوں نے حضرت علامہ رضی اللہ عنہ کے فتوے کی تصدیق تو کر دی ہے لیکن چونکہ زمانہ ذرا موڈرن ہو چکا تھا۔ اور یہ حضرات بھی علامہ موصوف کے بعد اکیس سال میں ذرا موڈرن ازم سے متاثر ہو چکے تھے۔ لہٰذا کچھ تکلف کے بعد اور ہیر پھیر سے یوں فرمایا کہ:۔

(10) آقائي سيد محمود شاهرودي

"آنچه تحرير فرموده اند استاد علامه قدس تربته الزكيه كه عبارت ازجواب سوالات مندرجه دراين صفحه است حق و در نظر اين جانب پيوسته بتحقيق است و از خداوند مسئلت مينائيم كه ما و جميع مسلمانان را توفيقِ اقامه شعائر مذهب اماميه بدهد چنانچه اميد داريم كه جوانان ونونهالان شيعه وفقهم الله تعالى اين گونه شعائر دين را منزه بدارند از آلائش بمحرمات و منهيات شرعيه كه غالباً موجب زوال و اضمحلال آنست"

(10) آقائے سید محمود شاھرودی

اُستادعلامہ نے سوالات کے جواب میں جوعبارت اس صفحہ پر لکھی ہے ۔وہ میری نظر میں حق اور تحقیق پر منحصر ہے ۔اور میں خدا سے سوال کرتا ہوں کہ مجھے اور تمام مسلمانوں کو مذہب امامیہ کے شعائر کو قائم کرنے کی توفیق عطا کرے ۔ چنانچہ میں امید کرتا ہوں شیعہ جوانوں اور بچوں سے کہ وہ دینی شعائر کو حرام اور ممنوع چیزوں کی ناپاکی سے پاک رکھیں جو غالباً شعائر کے زوال اور کمزوری کا سبب ہیں ۔ ۳۰ ذی الحجہ ۱۳۶۶ ہجری

(11) سيد محسن حكيم

"مسطورات اُستاد اعظم قدس سره در مُنتهاى درستى و متانت است و درغايتِ وضوح بلكه اوضح از آنستكه احتياج بنگاشتن فتوى ديگران شود گمان اين جانب دغدغه بعض دراين مواكب بواسطه آنست كه احياناً مقرون ببعضى از امورناشائسته شده ومعلوم است كه برحسب صدفه و اتفاق بودنه از لوازم عزاء حسينى عليه السلام مامول بلكه متحتم و لازم كه اهتمام ورزيده شود مواكب حسينى آلوده بامور نالايق نه گردد و مواظبت كنند بر گريه و سوگوارى جميع متصديان باين چنين از شعائر دينى مقدسه و ماتوفيقى الا بالله" دوم محرم الحرام ۱۳۶۷ هجرى

(11) سید محسن حکیم

استاد اعظم کی لکھی ہوئی سطریں انتہائی درستی اور متانت پر مبنی ہیں ۔اور اس سے کہیں زیادہ واضح تر ہیں کہ دوسروں کے فتاوٰی کی محتاج ہوں ۔میرا گمان یہ ہے کہ ماتمی دستوں کے متعلق جو یہ پریشان خیالی اور اعتراض وقوع میں آئے ۔یہ اس لئے ہیں کہ ان ماتمی دستوں میں کچھ ناشائستہ قسم کی حرکتیں موجود ہیں ۔ اور یہ معلوم ہے کہ اتفاقیہ طور پر یہ غلط چیزیں ہوئی ہیں ۔ نہ کہ اُن کو عزائے حسینؑ کے لوازمات سمجھ کر کیا گیا ۔چنانچہ تمام منتظمین پر لازم ہے کہ وہ ایسا انتظام و اہتمام بر سر کار لائیں جس سے نا مناسب کاموں سے ماتمی دستے آلودہ نہ ہوں ۔ اور صرف رونا اور سوگ منانا ہی مدنظر رکھا جائے اور شعائر دینیہ کی تقدیس ملحوظ رہے ۔ ۲ محرم الحرام ۱۳۶۷ھ ۔

یہ تصدیق مجبوراً اور مشکوک الفاظ میں کی گئی ہے ۔

اِن دونوں حضرات کی یہ جرأت تو ناممکن تھی کہ یہ سرکار رضی اللہ عنہ اور مذکورہ نو (۹) علمائے کرام کے فتاوٰی میں کوئی عیب یا نقص قلم سے لکھتے ۔اس لئے اس طرح اُن کا سارا کاروبار تباہ ہوجاتا اور شیعانِ عراق و ایران اُن سے دلتنگ ہوجاتے ۔

اور آمدنی کی ہر راہ بند ہوجاتی۔ لہٰذا مجبوراً سرکار علامہ کو استاد اعظم بھی ماننا پڑا اور گول نیز محتاط الفاظ میں تصدیق بھی کرنا پڑی۔ ہمیں ان دونوں بزرگواروں سے یہ شکوہ ہے، کہ جناب جب کہ آپ حضرت محمد حسین الغروی النائینی کو بزرگ ترین عالم مانتے ہیں۔ اور آپ کو حقیقتاً مذکورہ رسوماتِ عزاداری پر کوئی اعتراض بھی نہیں ہے۔ اور آپ یہ بھی جانتے ہیں کہ آپ سے زیادہ بزرگ نو (۹) علمائے شیعہ نے بلاچون وچرا آقائے نائینیؒ کی تصدیق بھی فرمادی ہے۔ تو آپ نے وہ راہ کیوں نہ اختیار کی جو باقی نو (۹) علمائے کرام نے اختیار کی تھی؟ اور کیوں نہ اُن حضرات کی طرح یہ لکھ دیا کہ:۔

"فتوی مرحوم اعلی اللّٰہ مقامہ صحیح است"

" آنچہ نائینی در ایں ورقہ ذکر نمودہ اند صحیح است "وغیرہ

اگر آپ اس طرح تصدیق فرماتے تو کسی قسم کے شبہ کی گنجائش نہ رہتی۔ اور تمام مومنین کا اطمینان ہوجاتا کہ جناب آقا نائینی کے کسی لفظ سے آپ کو اختلاف نہیں ہے۔ وہ کون سی حرام چیز رہ گئی تھی؟ جو رسوماتِ عزاداری کے سلسلہ میں حضرت علامہؒ نے بیان نہ کردی ہو؟ اور وہ کون سی نئی چیز آپ نے بیان کردی ہے۔ جو عزاداری میں نہ ہونا چاہئے؟ جن چیزوں کو آپ پسند نہ کرتے تھے اور جو شریعت میں حرام ہیں اور آپ کے نزدیک عزاداری میں اُن کا موجود ہونا غلط ہے۔ آپ نے کیوں نہ بیان کردیں؟ آپ کا بیان آپ کے الفاظ میں بھی یقینی نہیں ہے بلکہ آپ کا گمان ہے یعنی:۔

۔" گمان ایں جانب دغدغہ......"۔

آپ نے اس جملہ میں جو کچھ لکھا وہ اہل علم نے خوب سمجھا تھا۔ اور اُسی زمانہ میں لاتعداد اعتراضات اور سوالات ہوئے تھے۔ جن کے نتیجے میں آپ نے ہاتھ کے ماتم کو ضرر کی شرط سے حرام کردیا تھا۔ بہرحال ہم آپ کے لئے دعائے مغفرت کرتے ہیں۔ اللہ عالم الغیوب آپ کو معاف فرمائے۔ آمین

ہم ہر اُس شخص کو قدر و قیمت کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ جو عزاداری حسین علیہ السلام میں تعاون کرتا ہو۔ رہ گئے عزادارانِ حسینؑ اور سوگوارانِ زہراؑ۔ اور شھدائے کربلا پر اپنا خون چھڑکنے والے۔ ہم اور ہمارے ماں باپ اُن پر فدا ہوجائیں۔ ہم اُن کے صدقہ میں نجات کے متمنی ہیں۔

والسلام

احسن۔